Fikr-o-Nasar (Islamabad) 7:9 (1970)

اسلام میں تصوّرِ مساوات

تحریر: محبوب الحق، ریسرچ فیلو ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی۔
ترجمہ: سید رئیس الرحمٰن۔

اسلام کی رُو سے معاشرتی، سیاسی اور معاشی شعبوں میں بنی نوعِ انسان کی مساوات کا سرچشمہ وہ تصور ہے جس کی قرآنِ حکیم میں واضح تشریح موجود ہے۔ قرآنِ حکیم کی رُو سے تمام انسان ایک نفس سے پیدا کئے گئے ہیں۔ اس لئے بنیادی طور پر انسان ایک دوسرے کے برابر ہیں اور ایک برادری کی تشکیل کرتے ہیں۔ ارشادِ الٰہی ہے:

یا ایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منہا زوجہا و بث منہما رجالا کثیرا ونساء۔ [1]

"اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک نفس سے پیدا کیا اور اس نفس سے اُس کا جوڑا پیدا کیا اور اُن دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں۔"

چنانچہ اللہ نے روئے زمین پر انسانی زندگی کی ابتدا کرتے ہوئے نسلِ انسانی کو ایک ہی جوڑے یعنی حضرت آدم علیہ السلام اور بی بی حوا سے پیدا کیا۔ اور تمام لوگ جو آج اس دنیا میں آباد ہیں اسی جوڑے کی اولاد ہیں۔ ابتدائی ادوار میں اُن کی اولاد ایک فرقے پر مشتمل تھی جو بظاہر ایک نظریاتی گروہ بھی تھا۔ بعد ازاں اُن میں تفرقہ پیدا ہوا اور وہ مختلف فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔

کان الناس امۃ واحدۃ۔ [2] "تمام لوگ ایک ہی امت [illegible]"

وما کان الناس الا امۃ واحدۃ فاختلفوا۔ [3]

"اور تمام لوگ ایک ہی امت (کے) تھے [illegible] اختلاف کر لیا"

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

واضح رہے کہ بایں ہمہ قرآنِ حکیم بنی نوعِ انسان کی بنیادی وحدت پر پُورا زور دیتا ہے اور صاف طور پر بیان کرتا ہے کہ ان کے باہمی اختلافات محض سطحی ہیں۔ اُن کی قبائلی اور گروہی تقسیم صرف آپس میں ایک دوسرے کو بآسانی پہچاننے اور تعارف کرنے کا ذریعہ ہے:

یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ۔ [1]

"اے لوگو! ہم نے تم کو ایک نر اور ایک مادہ سے پیدا کیا اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو"

لیکن اسلام اُن تمام تعصبات کی نفی کرتا ہے جو بنی نوعِ انسان میں رنگ، نسل، زبان، قومیت، معاشرتی اور معاشی رتبہ کی بنیاد پر فرقہ واری اور جماعتی شکل میں نمودار ہو گئے ہیں۔ اسلام انسانوں کے تمام پیدائشی امتیازات، برتری اور کمتری، معاشرہ کے اعلیٰ و ادنیٰ طبقات، مقامی اور غیر مقامی باشندوں کی تفریق کو سراسر جہالت قرار دیتا ہے۔ حجتہ الوداع کے موقع پر ایک عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے لوگو! جان لو کہ تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے۔ جان لو کہ عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں ہے اور نہ ہی عجمی کو عربی پر، نہ سرخ کو کالے پر اور نہ ہی کالے کو سُرخ پر۔ باعثِ فضیلت اگر کوئی صفت ہے تو وہ صرف تقویٰ ہے"۔ [2]

اسلام دنیا کے تمام افراد (مردوں اور عورتوں) کو بتاتا ہے کہ وہ ایک ماں باپ سے پیدا ہوتے ہیں، اس لئے آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور بحیثیت انسان بنیادی خصوصیات اور مرتبے میں برابر ہیں۔ رسولِ اکرمؐ مزید فرماتے ہیں: "تم سب آدم سے ہو اور آدم مٹی سے ہیں"۔ [3]

بنی نوعِ انسان میں مساوات و اخوت کے اس تصور کو بیان کرنے کے بعد اسلام کہتا ہے کہ اگر انسان کو انسان پر کوئی برتری حاصل ہو سکتی ہے تو وہ رنگ، نسل، زبان، قومیت یا دولت اور معاشرتی رتبے کی

۱۔ الحجرات: ۱۳۔

۲۔ نیل الاوطار للامام الشوکانی۔ ج ۵۔ ص ۸۸۔ مطبوعہ مصر۔ القاہرہ۔ ۱۳۷۱ھ۔

۳۔ مسلم و ابو داؤد۔

بنا پر نہیں بلکہ تقویٰ حُسنِ اخلاق، نیک اعمال اور انسانی اقدار کے بلند نصب العین اور ارفع و اعلیٰ اصُولوں کی بنا پر ہے۔ قرآن حکیم واضح طور پر بیان کرتا ہے:

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ ۱؎ "اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو۔"

رسول اکرمؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر مذکورہ بالا خطبہ میں اس نکتہ پر بھی زور دیا ہے اور فرمایا ہے: "عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں..... مگر صرف تقویٰ کے (ذریعہ)۔" چنانچہ اس نبیادی اصول پر اسلام دُنیا میں موجودہ نسلی، قومی یا علاقائی معاشرہ کے برعکس ایک نظریاتی معاشرے کی تشکیل کرتا ہے۔ ایسے معاشرے میں باہمی امداد و تعاون کی بنیاد ایک مسلک اور اخلاقی اصُول پر ہے۔ ہر وہ فرد جو اللہ کو اپنا آقا اور خالق تسلیم کرتے ہوئے اس کے پیغمبرؐ کی ھدایات کو قوانینِ حیات سمجھتا ہو، اس معاشرے میں شامل ہو سکتا ہے، خواہ وہ امریکہ کا باشندہ ہو یا افریقہ کا، وہ سامی النسل ہو یا آریائی، اُس کا رنگ گورا ہو یا کالا، وہ یورپی زبان بولتا ہو یا عربی، اُردو بولتا ہو یا بنگالی۔ جیسا کہ قرآنِ حکیم نے غیر مبہم الفاظ میں بیان کیا ہے:

انما المؤمنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم۔ ۲؎ "مسلمان سب بھائی ہیں پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان مصالحت کرا دیا کرو۔"

وہ تمام افراد جو اس معاشرے میں شامل ہوں مساوی حقوق اور یکساں معاشرتی رتبے کے حقدار ہوں گے۔ اُن کو کسی قسم کے نسلی، قومی یا طبقاتی امتیازات کا محکوم نہیں بنایا جائے گا۔ کسی کو برتر یا کمتر خیال نہیں کیا جائے گا۔ اُن کے درمیان کوئی چھوت چھات کا جھگڑا نہیں ہوگا اور کوئی شخص کسی کے ہاتھ لگانے سے ناپاک نہیں ہوگا۔ اُن کے آپس میں شادی بیاہ، مل جُل کر کھانے پینے اور معاشی و سیاسی تعلقات میں کوئی امتیاز نہیں ہوگا۔ کسی شخص کو اس کی پیدائش یا پیشے کی بنا پر حقارت کی نظروں سے نہیں دیکھا جائے گا۔ اسلام کے اسی تصور کے پیشِ نظر رسولِ اکرمؐ نے مدینہ میں انصار و مہاجرین کے درمیان امتیازات دُور کرنے کے لئے اُن کو ایک بھائی چارے کے رشتے میں منسلک کر دیا تھا۔

۱۔ الحجرات: ۱۳۔ ۲۔ الحجرات: ۱۰۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس بن مالکؓ کے گھر میں مہاجرین و انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا، یہ نوّے اشخاص تھے جن میں آدھے مہاجر تھے اور آدھے انصار۔ آپ نے ان کے درمیان مساوات کی بنیاد پر بھائی چارہ قائم کیا تھا۔ ؎۱

الغرض ایک ایسے نظریاتی معاشرے میں جس کی بنیاد عالم گیر اخوّت پر ہو ہر وہ شخص جو اُس کے مسلک اور اخلاقی ضابطے کو قبول کرے معاشرتی اور سیاسی ڈھانچے میں مساوی انسانی مرتبے کا حامل ہوگا۔ تمام اراکین کو بلا امتیاز مساوی شہری حقوق اور یکساں معاشی مواقع حاصل ہوں گے اور اُن پر ایک ہی قانون کی حکمرانی ہوگی۔ کوئی شخص اسلام کے امتناعی قوانین سے مستثنےٰ نہیں ہوگا۔

اسلام انسانوں کے درمیان کوئی امتیاز روا نہیں رکھتا۔ چنانچہ وہ مرد اور عورت کو مساوی رتبہ دیتے ہوئے دونوں کو مساوی حقوق سے نوازتا ہے۔ جہاں تک اُن کی فطری استعداد، جسمانی ذمہ داری اور ذہنی صلاحیت کا تعلق ہے قرآنِ حکیم کی بہت سی آیات اس ضمن میں بالکل واضح ہیں:

۱۔ ومن یعمل من الصالحات من ذکر وانثیٰ وھو مؤمن فاولٰئک یدخلون الجنۃ ولا یظلمون نقیرا۔ ؎۲
"اور جو شخص نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو سو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا۔"

۲۔ ومن عمل صالحا من ذکر وانثیٰ وھو مومن فلنحیینہ حیوٰۃ طیبۃ ولنجزینھم اجرھم باحسن ما کانوا یعملون۔ ؎۳
"جو شخص کوئی نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحبِ ایمان ہو تو ہم اس شخص کو خوشگوار زندگی دیں گے اور اُن کے اچھے کاموں کے عوض ان کا اجر دیں گے۔"

۳۔ فاستجاب لھم ربھم انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثیٰ بعضکم من بعض۔ ؎۴
"پس منظور کر لیا اُن کی درخواست کو اُن کے رب نے یہ کہتے ہوئے کہ میں تم میں سے کسی کام کرنے والے کے عمل کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت ضائع نہیں کرتا تم آپس میں ایک دوسرے سے (مربوط) ہو۔"

۴۔ ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف ؎۵ "اور عورتوں کے لئے اتنے ہی حقوق ہیں جس قدر کہ

۱۔ زاد المعاد از ابن قیمؒ۔ صفحہ ۲۱۲ جلد ۱ مطبوعہ مصر ۱۳۲۴ھ۔ ۲۔ النساء: ۱۲۴۔
۳۔ النحل: ۹۷۔ ۴۔ آل عمران: ۱۹۴۔ ۵۔ البقرہ: ۲۲۸۔

اُن پر ذمہ داریاں ہیں پسندیدہ دستور کے مطابق۔"

اسی طرح سے مرد اور عورت دونوں نجی ملکیت رکھنے اور مختلف کمائی کے ذرائع اختیار کرنے میں آزاد ہیں اور اپنے مرحوم والدین اور دوسرے اعزّہ کے ترکہ سے وراثت پانے کے حقدار ہیں:

۱ - للرجال نصیب مما ترك الوالدان والاقربون وللنساء نصیب مما ترك الوالدان والاقربون - ؎۱

"مردوں کے لئے ماں باپ اور قرابت داروں کے چھوڑے ہوئے مال میں سے حصہ ہے۔ اور عورتوں کے لئے بھی والدین اور اقرباء کے چھوڑے ہوئے مال میں سے حصہ ہے۔"

۲ - للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن - ؎۲

"مردوں کے لئے اس میں سے حصہ ہے جو وہ اپنے لئے کمائیں اور عورتوں کے لئے اس میں سے حصہ ہے جو وہ اپنے لئے کمائیں۔"

لیکن چونکہ مرد اپنی مضبوط جسمانی ساخت کی بنا پر عورت کی نسبت زیادہ ذمہ داریاں سنبھالتا ہے اور زندگی میں زیادہ تکالیف برداشت کرتا ہے اُس کو وراثت میں زیادہ حصے کا حقدار قرار دیا گیا ہے اور عدالتی شہادت میں دو عورتوں کو ایک مرد کے برابر درجہ دیا گیا ہے اور اسی وجہ سے مرد کو خانگی زندگی میں بھی عورت پر فوقیت دی گئی ہے:

۱ - الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض وبما انفقوا من اموالھم - ؎۳

"مرد عورتوں کے نگران ہیں اس سبب سے کہ اللہ تعالےٰ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس سبب سے کہ مرد (عورتوں پر) اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔"

۲ - ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف وللرجال علیھن درجة - ؎۴

"اور عورتوں کے لئے اتنے ہی حقوق ہیں جس قدر کہ ان پر ذمہ داریاں ہیں پسندیدہ دستور کے مطابق اور مردوں کو ان پر ایک درجہ (برتری) حاصل ہے۔"

لہذا مساوات کا اسلامی تصورِ عدل و انصاف اس کے قابلِ عمل ہونے کی صلاحیت پر قائم ہے۔

---

۱ - النساء : ۷ -
۲ - النساء : ۳۲ -
۳ - النساء : ۳۴ -
۴ - البقرہ : ۲۲۸ -

مگر حیاتِ انسانی کے تمام شعبوں میں کامل مساوات ناممکن العمل اور دنیا کی تاریخ میں ناپید ہے۔ اگر ہم مظاہرِ قدرت اور بنی نوعِ انسان پر الطافِ الٰہی کا مشاہدہ کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عطیات کی تقسیم میں بھی کامل مساوات نہیں برتی اور اس کی بے پایاں حکمت نے کچھ افراد کو بعض صفات و خصوصیات کی وجہ سے دوسروں پر فوقیت دی ہے۔ حسنِ صورت، آواز کی شیرینی، جسمانی ساخت کی عمدگی اور ذہنی صلاحیتیں بھی مرد اور عورت کو مساوی طور پر عطا نہیں کی گئی ہیں۔ تاہم بنیادی عطیاتِ الٰہی تمام طبقاتِ انسانی کو بلا امتیاز و تفریق عطا کئے گئے ہیں اور جہاں تک ان عطیات کا تعلق ہے اللہ کی نظر میں کسی مخصوص طبقہ سے ترجیحی سلوک روا نہیں رکھا گیا۔

لہٰذا اسلام جس مساوات کی تلقین کرتا ہے وہ معاشرے میں بلند تر مقام، معاشی اور سیاسی رتبے حاصل کرنے کی جدوجہد کے مساوی مواقع ہیں۔ اسلام چاہتا ہے کہ معاشرے میں افراد کو اپنی استعداد و صلاحیت کے مطابق روزگار کی جدوجہد سے روکنے کے لئے کوئی قانونی یا روایتی رکاوٹ نہ ہو۔ اور نہ ہی کسی مخصوص طبقے، خاندان، فرقے یا نسل کے مفاد کے لئے کوئی معاشرتی امتیازات ہوں۔ وہ تمام اصول و تصورات جو کسی مخصوص گروہ کے مفاد کی پشت پناہی کرتے ہوں، معاشرے پر اُن کی اجارہ داری قائم رکھتے ہوں، اسلام کے منافی ہیں۔ اور اس کے نظام میں اُن کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ ایسی تحریکات ان فطری اختلافات کے برعکس جو معاشرے میں جدوجہد اور ترقی کی اُمنگ بیدار کرتی ہیں طاقت اور مصنوعی ذرائع سے غیر فطری عدم مساوات پیدا کرتی ہیں۔ لہٰذا اسلام کا مقصد اس تمام عدم مساوات کو دُور کر کے معاشی و سیاسی نظام کو ایک فطری بنیاد پر کھڑا کرنا ہے جس کا مطلب سب کے لئے سیاسی اور معاشرتی شعبوں میں جدوجہد کے یکساں مواقع مہیا کرنا ہے۔

اسلام میں مسلمانوں کو جو آزادی، عدل اور مساوات حاصل ہے وہی غیر مسلموں کو بھی حاصل ہے۔ بشرطیکہ وہ اسلامی معاشرے کے خیر خواہ رہیں۔ جب تک غیر مسلم ایسے معاشرے کے وفادار اور خیر خواہ رہتے ہیں اُن کو مسلمانوں کے برابر شہری حقوق اور معاشی جدوجہد کے مساوی مواقع دیئے جاتے ہیں۔ غیر مسلموں کو اپنے مذہب کی پیروی اور طرزِ زندگی کی کامل آزادی ہوتی ہے بشرطیکہ وہ نظریۂ اسلام کو کوئی ضرر نہ پہنچائیں۔ غیر مسلموں کی حیثیت ان منشورات میں بہت اچھی طرح واضح کی گئی ہے جو رسول اکرمؐ نے

مدینہ کے یہودیوں اور نجران کے عیسائیوں سے کئے تھے۔ ان منشورات میں اسلام کا وہ عظیم تصور موجود ہے جس کا مقصد عالم گیر اخوّت، باہمی خیر سگالی، مساوات، عدل اور رواداری کی بنیاد پر مختلف فرقوں پر مشتمل ایک ریاست قائم کرنا ہے۔ ہم منشور کا مدینہ کے متعلقہ حصے کا ترجمہ ذیل میں درج کرتے ہیں:-

"وہ (یہودی) جو مسلمانوں کے ساتھ ایک مشترک مقصد رکھیں گے اور اُنہی کی طرف سے لڑیں گے (مسلمانوں کے ساتھ مل کر) ایک قوم بنائیں گے۔ وہ (یہودی) جو ہمارے ساتھ شامل ہوں گے ہماری امداد اور ہمدردی کے مستحق ہوں گے اور اُن کو ظلم وستم اور ایذا رسانی سے بچایا جائے گا۔ یہودی اپنے اخراجات مسلمانوں کے ساتھ مل کر اس وقت تک خرچ کریں گے جب تک کہ وہ ایک مشترکہ دشمن سے لڑتے رہیں گے۔ بنو عوف کے یہودی مل کر مسلمانوں کے ساتھ ایک قوم بنائیں گے۔ یہودی اور مسلمان اپنے اپنے مذہب کی پیروی کریں گے۔ بنو نجّار، بنو حارث، بنو ساعدہ، بنو جشم، بنو اوس، بنو ثعلبہ کے یہودیوں کو وہی مراعات حاصل ہوں گی جو بنو عوف کو حاصل ہیں۔ یہودی اور مسلمان ...... اُن لوگوں کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کریں گے جو اس معاہدے میں شامل کسی جماعت سے لڑیں گے اور وہ ایک دوسرے سے مخلصانہ برتاؤ کریں گے۔ اُن لوگوں کے لئے جو اس معاہدے کو تسلیم کریں گے یثرب (مدینہ) کا علاقہ واجب الاحترام ہوگا اور وہ ہر صورت میں یثرب پر حملہ آوروں کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کریں گے"[1]

اسی قسم کا معاہدہ بنی نجران کے عیسائیوں کے ساتھ ہوا تھا۔[2]

یہ منشورات اس امر کے ثبوت میں کافی شہادت پیش کرتے ہیں کہ رسولِ اکرمؐ مسلمان معاشرے کے غیر مسلم اراکین سے کس حد تک مساویانہ برتاؤ کرنا چاہتے تھے۔ اگر مدینہ کے یہودی اور نجران کے عیسائی اُن معاہدوں کی شرائط کی خلاف ورزی نہ کرتے تو وہ بھی مسلم معاشرے کے ایک جزء لاینفک کی حیثیت سے مسلمانوں کے ساتھ امن وسکون سے زندگی بسر کرتے اور اسلامی تاریخ کسی اور انداز سے لکھی گئی ہوتی۔

۱۔ ابن ہشام، سیرت النبیؐ، قاہرہ ۱۳۵۶ھ ۔ ۱۹۳۷ء ۔ جلد دوم ۔ صفحہ ۱۱۹ ۔ ۱۲۳۔

۲۔ (۱) نجران کے عیسائیوں سے کئے گئے معاہدہ کے لئے ملاحظہ کیجئے "فتوح البلدان" لیڈن ایڈیشن ۱۸۶۶ء ۔ صفحہ ۶۵۔ (۲) اس حصے کی تلخیص کر دی گئی ہے۔

پس اوّلاً اسلام بنی نوعِ انسان کو خاندانِ واحد سمجھتا ہے اور فرقہ واری، گروہی، نسلی اور دوسرے امتیازات کو خود ساختہ یا رسوم کی پیداوار خیال کرتا ہے۔ لہٰذا یہ بنی نوعِ انسان کی فلاح اور اتحاد کی راہ میں رکاوٹ نہیں بننے چاہئیں۔

ثانیاً اسلام مرد اور عورت کو مساوی قرار دیتا ہے گو اُس نے مرد کو خانگی زندگی اور معاشی دائرۂ کار میں اُس کی عظیم ذمہ داریوں کے پیشِ نظر زیادہ مراعات دی ہیں۔

سوم اسلام قانون کی نظر میں انسانی مساوات پر یقین رکھتا ہے۔ اور انسانوں کے لئے ترقی اور دولت کی عادلانہ تقسیم کے لئے یکساں مواقع فراہم کرتا ہے۔
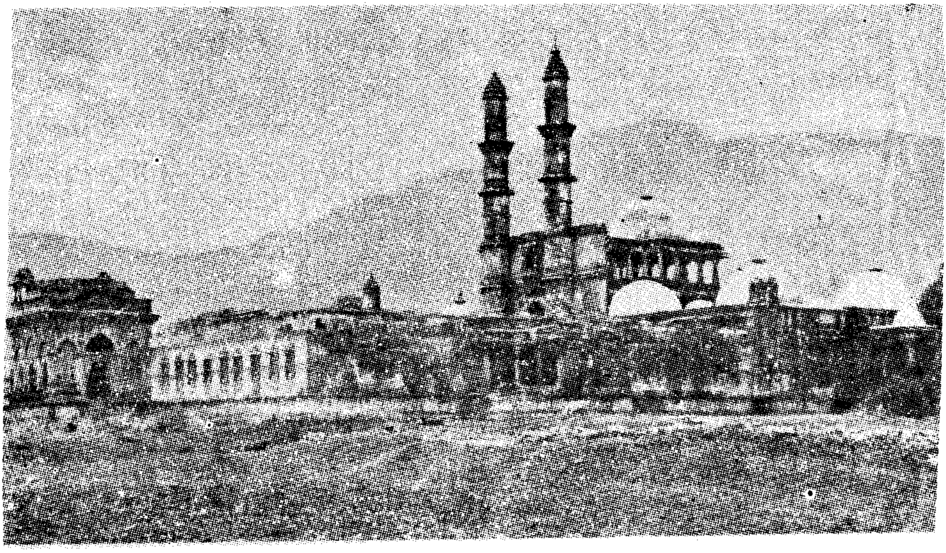
چہارم جب تک غیر مسلم اراکین مسلم معاشرے کے وفادار رہیں اُنھیں وہ تمام سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں جو انسانی وقار کو برقرار رکھنے کے لئے درکار ہوتی ہیں۔ اور چونکہ اسلامی معاشرہ ابتداءً انسانیت کے بنیادی اصول پر قائم ہے لہٰذا غیر مسلم اراکین قانونی امور اور عام زندگی میں بھی اپنے مسلمان ہم وطنوں کے ساتھ کامل مساوات کے مستحق ہیں۔